وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ؕ

اور خوشخبری سنا ان صبر کرنیوالوں کو کہ جب اُن پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا (ہے)۔ (کنز الایمان)



کتبِ شیعہ سے مروّجہ ماتم کی ممانعت

شیخ التفسیر والحدیث، مفتیٔ اعظم پاکستان

حضور خواجہ پیر مفتی **محمد اشرف القادری** محدث نیک آبادی

پیشکش بزمِ قادریہ اشرفیہ "الجامعة الاشرفية" گجرات

www.qadriaashrafi.com

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْقَاھِرِیْنَ عَلٰی عَدُوِّہٖ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ یُعَارِضُوْنَ مُعَانِدِیْہِ۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔

اِسلام کا پھلنا پھولنا یہود ونصاریٰ کو روزِ اوّل سے ہی نہیں بھایا اِسی لیے اُنھوں نے اِسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے روزِ اوّل سے ہی مکروفریب اور سازشوں کے جال بچھانے شروع کردیئے، فتنہ خوارج اور فتنہ رافضیت اِسی مکروفریب کی یادگار ہیں۔ایک طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ہی رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی اور اُس کا ٹولہ دِن رات اِسلام کے خلاف سازشوں میں مشغول تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سبائی فرقے نے جنم لے لیا جس کا بانی عبداللہ بن سباء تھا۔عبداللہ بن سباء ایک یہودی تھا جس نے بظاہر تو اِسلام قبول کرلیا تھا لیکن درپردہ یہ بھی اِسلام کے خلاف یہود کی ایک سازش تھی۔اِس شخص نے اِسلام کا لبادہ اوڑھ کر اہلِ بیت کی محبت کو ڈھونگ رچایا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی خدمات کو مشکوک بنانے کیلئے مختلف اعتراضات شروع کردیئے۔انہی اعتراضات میں سے باغِ فدک کا معاملہ، حضرت علی کرّم اللہ تعالی وجہہ الکریم کو خلیفہ اوّل بلافصل قرار دینا، قرآن کو محرف قرار دینا اور اِسی طرح کے دیگر اعتراضات سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شخصیات کو متنازعہ بنادیا اور اِس طرح وہ ایک جماعت کو اپنا ہمنواء بنانے میں کامیاب ہوگیا یہی فرقہ روافض کہلایا۔اِس فرقے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو خبردار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قال علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یظھر فی اخر الزمان قوم یسمون الرافضة یرفضون الإسلام۔

(اخرجہ احمد بن حنبل فی المسند ۱/۱۰۳ رقم ۸۰۸ مؤسسة قرطبة مصر، وأبو یعلیٰ فی

المسند ۴/۴۵۹ رقم ۲۵۸۶ دار المأمون للتراث دمشق۔وطبرانی فی المعجم الکبیر ۲۴۲/۱۲ رقم ۱۲۹۹۷ مکتبۃ الزہراء الموصل۔وعسقلانی فی المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ ۵۲۱/۱۲ باب:الرفض، رقم ۲۹۹۵ دار العاصمۃ السعودیۃ)

حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے کہا حضور ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میں سے ایک قوم ہوگی جس کا نام رافضہ ہوگا وہ اِسلام کو چھوڑ دیں گے۔

اِمام ابویعلٰے ، اِمام طبرانی اور اِمام ابن حجر عسقلانی نے اِن الفاظ کا اضافہ کیا ہے:

ویلفظونہ فاقتلوھم فإنھم مشرکون۔

ہندوستان میں روافض مغلیہ دربار میں اس وقت داخل ہوئے جب جہانگیر نے ایک شیعہ عورت نور جہاں سے شادی کرلی جو مشہور شیعہ مجتہد نور اللہ شوستری کی شاگرد تھی۔ یہ وہی نور اللہ شوستری ہے جس نے جہانگیر کے سامنے حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان میں گستاخی کی، جہانگیر نے فوراً تلوار نکالی اور نور اللہ شوستری کو جہنم رسید کردیا۔ نور جہاں یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی، اس نے جہانگیر سے کہا جانِ من! یہ تم نے کیا کردیا؟ جواب میں جہانگیر نے کہا: جانِ من اجان دیدم ایمان نہ دیدم۔ یعنی جانِ من! میں نے تمہیں جان دی ہے اپنا ایمان نہیں دیا۔

نور جہاں کے رفض کے اثرات خاندانِ مغلیہ پر ہوئے یہی وجہ ہے کہ اورنگزیب کا بیٹا محمد شاہ شیعہ تھا۔ اورنگزیب کی وفات کے بعد جب محمد شاہ تخت نشین ہوا تو اس نے بادشاہی مسجد کا خطیب شیعہ مقرر کردیا لیکن جوں ہی وہ شیعہ خطبہ پڑھنے کے لیے بادشاہی مسجد کے دروازے سے داخل ہوا، ایک شخص جو تلوار لے کر کھڑا تھا اس نے ایک ہی وار سے اس کا سر تن سے جدا کردیا اس طرح محمد شاہ نے مجبوراً بغاوت کے ڈر سے بادشاہی مسجد کا خطیب سُنّی مقرر کردیا۔

حضرت اِمامِ ربانی مجدد الفِ ثانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنی مکتوبات اور دیگر تصانیف

میں روافض کا شدید رد فرمایا۔ آپ کے بعد حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تحفہ اثنا عشریہ لکھ کر رافضیت کی دھجیاں بکھیر دیں۔ جب تحفہ اثنا عشریہ چھپ گئی تو ایران سے ایک شیعہ مجتہد کتابیں لیے ہوئے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مناظرہ کرنے کے لیے ہندوستان آیا۔ خانقاہ میں حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس کے قیام کے لیے مناسب انتظام کیا۔ اِمام فضلِ حق خیر آبادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جو اس وقت بارہ سال کے تھے شیعہ مجتہد کی کیفیت معلوم کرنے کی غرض سے اس کی قیام گاہ پہنچے۔ شیعہ مجتہد نے پوچھا: "میاں صاحبزادے کیا پڑھتے ہو؟" آپ نے جواب دیا:

"شرح اشارات، شفاء اور افق المبین وغیرہا دیکھتا ہوں۔"

یہ سن کر مجتہد حیران رہ گیا اور افق المبین کی ایک عبارت کا مطلب پوچھ بیٹھا۔ آپ نے ایسی مدلل تقریر فرمائی اور صاحب افق المبین پر متعدد اعتراضات کیے تو شیعہ مجتہد ہکا بکا رہ گیا اور جب اس نے اعتراضات کے جواب دینے کی کوشش کی تو علامہ فضلِ حق خیر آبادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے آڑے ہاتھوں لیا جس پر شیعہ مجتہد کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ جب آپ نے دیکھ لیا کہ اب شیعہ مجتہد کا سارا غرور خاک میں مل گیا ہے تو اپنے ہی وارد کیے ہوئے اعتراضات کے ایسے انداز میں جوابات دیئے کہ مجتہد اور اس کے ہمراہی انگشت بدنداں رہ گئے۔ آخر میں آپ یہ کہہ کر رخصت ہوئے کہ میں حضرت شاہ عبد العزیز کا ادنیٰ شاگرد اور کفش بردار ہوں۔ شیعہ مجتہد نے جب محسوس کر لیا کہ جب اس خانقاہ کے ایک بچے علم و فضل کا یہ حال ہے تو خود شیخ کے علم و فضل کا کیا حال ہوگا۔ تو رات ہی کتابیں سمیٹیں اور ایران روانہ ہو گیا۔ جب حضرت شاہ عبد العزیز رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو حضرت علامہ فضلِ حق کے بارے میں معلوم ہوا تو آپ نے حضرت علامہ کو پیار سے ڈانٹا اور فرمایا:

"مہمانوں کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا جاتا وہ ہم سے گفتگو کرنے آئے تھے ہم خود ان سے نبٹ لیتے۔"

چودھویں صدی ہجری میں امامِ اہلِ سنت مفتی شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے رافضیوں کے رد میں مستقل تصانیف فرما کر اس فتنے کا ناطقہ بند کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے موافق روافض نے اسلام کو چھوڑ دیا اور صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پر تبرا کرنا اور نماز جیسی عظیم عبادت کو چھوڑ کر ماتم و سینہ کوبی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ حالانکہ شیعہ جن کا ماتم کرتے ہیں اگر اُن کی عصر کی نماز قضاء ہو جائے تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم انگلی سے اشارہ کرتے ہیں تو سورج واپس لوٹ آتا ہے اور دوبارہ تب غروب ہوتا ہے جب حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم عصر کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ شیعہ مجتہد شیخ صدوق نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے:

"اسماء بنت عمیس سے روایت ہے انکا بیان ہے کہ ایک دِن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے اور آپ کا سر مبارک حضرت علی کی آغوش میں تھا کہ عصر کا وقت ختم ہو گیا اور آفتاب غروب ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی پروردگار یہ علی تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے تو اِن کے لیے آفتاب کو پلٹا دے۔ اسماء کا بیان ہے کہ پس خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ آفتاب غروب ہونے کے بعد طلوع ہو گیا اور ایسا کہ کوئی زمین اور کوئی پہاڑ ایسا نہ باقی رہا کہ شعاعیں ان پر نہ پڑ رہی ہوں۔ یہاں تک کہ علی علیہ السلام اُٹھے وضو کیا اور نماز پڑھی اس کے بعد آفتاب غروب ہو گیا۔"

(أخرجه الصدوق فی من لایحضره الفقیه (مترجم) ۱/۱۱۲ الکساء پبلشرز کراچی ترجمہ: حسن امداد)

یہ واقعہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری کا ہے، شیخ صدوق نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کا اسی سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ من لایحضره الفقیه ۱/۱۱۲ پر نقل کیا ہے، اس واقعہ

جو نماز قضا ہوئی وہ بھی عصر ہی کی نماز تھی۔

اِن ''محبانِ علی'' سے پوچھا جائے کہ کیا تم نے بھی اپنی زندگی میں کبھی عصر کی نماز پڑھی ہے؟

اب آیئے ذرا قرآن اور خود شیعہ کتب کی روشنی میں مروجہ ماتم کا مختصر جائزہ لیتے ہیں۔ آیت جو شروع میں پیش کی گئی اس کا ترجمہ یوں ہے:

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

(کنزالایمان)

اِس آیت کے تحت تفسیر نمونہ میں لکھا ہے:

''راہ خدا اور طریق حق وعدالت میں شہادت کا معنی فنا، نابودی اور مرنا نہیں بلکہ اِس کا مطلب ہمیشہ کی زندگی اور ابدی افتخار واعزاز ہے۔''

(تفسیر نمونہ ۱/۷۵ ۳مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور۔ترجمہ:صفدر حسین نجفی)

دُوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے شہداء کو مردہ تصور کرنے کی بھی ممانعت فرمادی ہے اور فرمایا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔

(آلِ عمران:۱۶۹ پارہ ۴)

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انھیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

(کنزالایمان)

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً۔

(النحل:۹۷ پارہ ۱۴)

ترجمہ: جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے۔

(کنزالایمان)

ان آیات سے ثابت ہوا کہ شہداء زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں رزق پاتے ہیں اور زندہ جاوید کا ماتم نہیں کیا جاتا۔

حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جزع کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا:

اَشَدُّ الْجَزْعِ الصَّرَاخُ بِالْوَيْلِ وَالْعَوِيْلِ وَلَطْمِ الْوَجْهِ وَجَزِّ الشَّعْرِ مِنَ النَّوَاصِى وَمَنْ اَقَامَ النَّوَاحَةَ فَقَدْ تَرَكَ الصَّبْرَ۔

(أخرجه الكليني في الفروع من الكافي ۳/۲۲۲ كتاب:الجنائز،باب:الصبر والجزع والاسترجاع،دارالكتب الاسلامية تهران)

یعنی شدید جزع یہ ہے کہ کوئی شخص زبان سے ویل عویل الفاظ چیخ کر نکالے اور اپنے چہرہ کو پیٹے اور پیشانی کے بال نوچے اور جس نے نوحہ قائم کیا پس اس نے صبر کو چھوڑا۔

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اِنَّ الصَّبْرَ وَالْبَلَاءَ يَسْتَبِقَانِ اِلَى الْمُؤْمِنِيْنَ فَيَاْتِيْهِ الْبَلَاءُ وَهُوَ صَبُوْرٌ وَاِنَّ الْجَزْعَ وَالْبَلَاءَ يَسْتَبِقَانِ اِلَى الْكَافِرِ فَيَاْتِيْهِ الْبَلَاءُ وَهُوَ جَزُوْعٌ۔

(أخرجه الكليني في الفروع من الكافي ۳/۲۲۳ كتاب:الجنائز،باب:الصبر والجزع والاسترجاع،دارالكتب الاسلامية تهران)

یعنی بیشک مصیبت اور صبر دونوں مومن کی طرف بڑھتے ہیں جب مصیبت آتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور جزع وفزع وبلائیں کافر کی طرف بڑھتے ہیں جب بلاء نازل ہوتی ہے تو وہ جزع وآہ وزاری شروع کر دیتا ہے۔

(من لا يحضره الفقيه ۱/۹۶ الکساء پبلشرز کراچی، ترجمہ: حسن امداد)

حضرت اِمام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی بیٹی حضرت سیّدہ سکینہ کو شہادت سے کچھ دیر پہلے یوں وصیت کی:

''میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں اس فرزند صغیر کے بارے میں اور بعد اس کے عیال ویتیموں اور ہمسائیوں کے باب میں کہ سب کے ساتھ سلوک کرنا اور جبکہ میں قتل ہو جاؤں تو تم اپنی چادر اور گریبان مت پھاڑنا اور نالہ وفریاد کر کے نہ رونا۔''

(ذبح عظیم صفحہ ۲۸۸ جناب حسین کی تنہائی اور بیکسی کے حالات کتب خانہ اثنا عشری لاہور)

شیخ الحدیث مفتی محمد اشرف القادری محدث نیک آبادی اطال اللہ حیاتہ کی شخصیت اہلِ سنت کے علمی حلقوں میں تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ جامع الصّفات انسان ہیں، آپ بیک وقت شیخ الحدیث بھی ہیں اور شیخ القرآن والتفسیر بھی، مفتی بھی ہیں اور محدث بھی، مقرر اور مصنف بھی ہیں اور کامیاب مناظر بھی ہیں۔ فضل حسین دیوبندی کے ساتھ دُعا بعد نمازِ جنازہ کے موضوع پر اور غیر مقلدین کے مایہ ناز مناظر بزعم خویش سلطان الناظرین عبدالقادر روپڑی کے ساتھ میلاد شریف کی شرعی حیثیت کے موضوع پر جہلم شہر میں ہونے والا مناظرہ آپ کے یادگار مناظروں میں سے ہیں جہاں آپ نے اپنے مدِ مقابل ملاؤں کو شکست فاش سے دوچار کر کے حق کالشمس فی نصف النہار واضح کر دیا۔ ردِ بد مذہباں پر آپ کو یدِ طولیٰ حاصل ہے۔ آپ کا فتویٰ ''کتب شیعہ سے مروجہ ماتم کی ممانعت'' بھی آپ کی جلالتِ علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے جس میں آپ نے شیعوں کی کتب سے ہی سیاہ لباس پہننے اور سینہ کوبی کی ممانعت کا ثبوت پیش کر کے عوامِ اہلِ سنّت کو بہترین علمی مواد فراہم کر دیا ہے۔ عوامی وعلمی حلقوں کی طرف سے کافی عرصہ سے اس فتویٰ کو کتاب کی شکل میں شائع کرنے کے بارے میں بے حد اصرار کیا جا رہا تھا اسی اصرار کے پیشِ نظر اب اس فتویٰ کو کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا

ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ قبلہ مفتی صاحب اطال اللہ حیاتہ کے علم وعمل اور عمر وصحت میں برکت عطا فرمائے، تاکہ آپ اِسی طرح دِین کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔ اور اس فتویٰ کی اشاعت میں جن جن حضرات نے دامے، درمے، قدمے یا سخنے تعاون کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

شہزاد احمد مجددی جہلمی

یکم ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سیاہ لباس:

شیعہ محدثین اور فقہاء و مجتہدین اس بات پر متفق ہیں کہ سیاہ لباس حرام و سخت ممنوع ہے۔

دلائل ملاحظہ ہوں:

۱: شیعوں کے رئیس المحدثین شیخ صدوق ابو جعفر محمد علی بن حسین بن بابویہ قُمی بسند معتبر امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہٗ سے راوی کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"لَاتَلْبَسُوْا لِبَاسَ اَعْدَائِیْ" قَالَ مُصَنِّفُ ھٰذَا الْکِتَابِ: "لِبَاسُ الْاَعْدَآءِ ھُوَالسَّوَادُ۔

"میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنو۔ مصنف یعنی شیخ صدوق شیعی کہتا ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے دشمنوں کا لباس سیاہ لباس ہے۔

("عیون اخبار الرضا" ج: ۲، ص: ۲۲، سطر: ۱۴ و ۱۲ مطبوعہ ایران)

۲: شیعہ حضرات کے یہی شیخ صدوق رقمطراز ہیں کہ:

"قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْمَا عَلَّمَ اَصْحَابَہٗ: لَاتَلْبَسُوا السَّوَادَ فَاِنَّہٗ لِبَاسُ فِرْعَوْنَ۔"

"امیر المؤمنین علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہٗ نے اپنے شاگردوں کو تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سیاہ لباس نہ پہنا کرو، کیونکہ سیاہ لباس فرعون کا لباس ہے۔"

("من لایحضرہ الفقیہ" ج: ۱، ص: ۱۶۳، سطر: ۱، مطبوعہ ایران)

۳: مشہور شیعہ محدث علامہ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی اور شیخ صدوق بسندِ معتبر روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے سیاہ لباس کے بارے میں فرمایا کہ:

"اِنَّہٗ لِبَاسُ اَھْلِ النَّارِ۔"

"بے شک وہ (سیاہ لباس) جہنمیوں کا لباس ہے۔"

"نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ روز قیامت دوسرا جھنڈا میرے پاس (حوضِ کوثر پر) آیگا جو پہلے جھنڈے سے زیادہ سیاہ اور بہت ہی کالا ہوگا۔ اسکے اٹھانیوالے پہلوں کی طرح مجھے جواب دیں گے۔ پھر میں ان سے کہوں گا کہ میں نے تم میں دو بزرگ چیزیں (قرآن وعترتِ رسول) چھوڑی تھیں، تُم نے اُن سے کیا برتاؤ کیا تھا؟ وہ کہیں گے کہ کتاب خدا کی تو ہم نے مخالفت کی اور آپکی عترت کی ہم نے مدد نہ کی، ہم نے ان کو قتل وبرباد کیا اور پراگندہ کردیا۔ میں اُن سے کہوں گا مجھ سے دُور ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ تشنہ لب، رُوسیاہ حوضِ کوثر سے لوٹ جائینگے۔" (جلاء العیون" ص: ۳۲۱ سطر: ۲۵ مطبوعہ ایران)

نتیجہ:

صاف ظاہر ہے کہ شیعہ مذہب کیمطابق:

۱: عترتِ رسول (خصوصاً امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وغیرہٗ) کے قاتل سیاہ جھنڈے والے ہیں۔

۲: قرآن مجید کی مخالفت کرنیوالے بھی یہی لوگ ہیں۔

۳: قیامت کے روز یہ پیاسے اوران کے چہرے سیاہ ہونگے۔

۴: سیاہ جھنڈے والوں کوحوضِ کوثر کا پانی اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت نصیب نہ ہوگی۔

أَتَرْجُوْ أُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا
شَفَاعَةَ جَدِّهٖ يَوْمَ الْحِسَابِ

قرآن حکیم اور کتب شیعہ سے ماتم ونوحہ کی ممانعت:

مصیبت پر صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اپنی مصیبت یا مصائبِ اہلِ بیت کو یاد کر کے ماتم کرنا یعنی ہائے ہائے، واویلا کرنا، چہرے یا سینے پر طمانچے مارنا، چہرہ وبال نوچنا، کپڑے پھاڑنا، بدن کو زخمی کر لینا، نوحہ وجزع فزع کرنا وغیرہ یہ باتیں خلافِ صبر اور ناجائز وحرام ہیں ہاں جب خود بخود دل پہ رقت طاری ہو کر آنکھوں سے آنسو بہہ نکلیں اور گریہ آجائے تو یہ رونا نہ صرف جائز بلکہ موجب رحمت وثواب ہوگا۔ لیجئے اب یہ مضمون دلائل کی روشنی میں ملاحظہ فرمایئے۔

"وَاللّٰہُ یَھْدِی السَّبِیْلَ۔"

۸: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا۔" ("القرآن" ۳،۲۰۰)

"اے ایمان والو! صبر کیا کرو۔"

۹: مشہور شیعہ مفسر علامہ علی بن ابراہیم قمی، ملا محسن فیض کاشانی اور مشہور شیعہ محدث اور شیعہ حضرات کے ثقۃ الاسلام علامہ محمد بن یعقوب کلینی آیۂ مذکورہ کی تفسیر میں امام جعفر صادق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"اِصْبِرُوْا عَلَی الْمَصَائِبِ۔"

"مصیبتوں پر صبر کیا کرو۔"

("تفسیر قمی" ج: ۱، ص: ۱۲۹، مطبوعۂ ایران و "تفسیر صافی" ص: ۱۱۰، سطر ۱۶/۱۵ مطبوعہ ایران ۱۳۳۲ھ و "کافی" ج: ۲ ص: ۹۲، سطر: ۱۴ مطبوعہ ایران)

۱۰: شیعہ حضرات کے علامہ کلینی ہی اپنی معتبر سند کیساتھ روایت کرتے ہیں:

"عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اَلصَّبْرُ مِنَ الْاِیْمَانِ بِمَنْزِلَۃِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ فَاِذَا ذَھَبَ الرَّأْسُ ذَھَبَ الْجَسَدُ کَذٰلِکَ اِذَا ذَھَبَ الصَّبْرُ ذَھَبَ الْاِیْمَانُ۔"

''حضرت اُمِ حکیم بنت حارث بن عبدالمطلب نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) وہ معروف (نیکی) کیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپکی نافرمانی نہ کرنے کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ (بوقت مصیبت) چہرے کو زخمی نہ کرو، نہ رُخسار پہ طمانچے مارو، نہ بال نوچو، نہ گریبان چاک کرو، نہ سیاہ لباس پہنو، ہائے ہائے اور ہلاکت ہلاکت نہ پکارو اور نہ ہی (ماتم کرتے ہوئے) قبر کے پاس کھڑے ہو۔ تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان شرطوں پر انہیں بیعت کرلیا۔''

("تفیسر قمی" ج: ۲،ص: ۳۲۵ و "تفسیر صافی" ص: ۵۳۱ سطر نمبر: ۲۲ و "کافی" ج: ۵،ص: ۵۲۷ سطر نمبر: ۱۵، و "حیات القلوب" ج: ۲،ص: ۳۶۰، سطر نمبر ۱۲ مطبوعہ ایران)

۱۴: شیعہ حضرات کے علامہ کلینی نے آیۂ مذکورہ کی تفسیر میں بالکل یہی مضمون امام جعفر صادق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے بھی نقل کیا ہے۔ ("دیکھو کافی" ج: ۵،ص: ۵۲۷،سطر نمبر ۱، مطبوعہ ایران)

۱۵: مشہور شیعہ مصنف ملا محمد باقر بن محمد تقی مجلسی رقمطراز ہے کہ:

"(حضرت رسول) نهی فرمود از گریۂ بلند ونوحه کردن در مصیبت"

''حضرت رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے مصیبت میں بلند آواز سے رونے اور نوحہ کرنے سے منع فرمایا۔''

("حلیۃ المتقین" ص: ۳۰۴، سطر نمبر: ۲۴ مطبوعہ ایران)

۱۶: یہی مجلسی صاحب لکھتے ہیں:

"ونهی فرمود از طپانچه برروزدن دروقت مصیبت۔"

''اور حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ السَّلَام نے بوقتِ مصیبت چہرہ پیٹنے سے بھی منع فرمایا۔'' ("کتاب مذکور" ص: ۳۰۵، سطر نمبر: ۲۴)

۱۷: مشہور شیعہ محقق علامہ میثم بن علی بن میثم نجرانی نقل کرتا ہے کہ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تعالیٰ وَجْھَہٗ ارشاد فرماتے ہیں:

"یَنْزِلُ الصَّبْرُ عَلٰی قَدْرِ الْمُصِیْبَۃِ وَمَنْ ضَرَبَ یَدَہٗ عَلٰی فَخِذَیْہِ عِنْدَ مُصِیْبَۃٍ حَبِطَ اَجْرُہٗ" (وَفِیْ نُسْخَۃٍ) عَمَلُہٗ۔"

''صبر بقدرِ مصیبت نازل ہوتا ہے اور جس نے مصیبت کے وقت ہاتھ اپنے دو زانوں پر مارا تو اس کا ثواب اور اُسکے عمل برباد ہوگئے۔''

(''شرح نہج البلاغۃ لابن میثم'' ج: ۵، ص: ۵۸۸، سطر: ۱۹، مطبوعہ ایران، ۱۲۷۶ھ)

۱۸: شیعوں کے مستند محدث علامہ کلینی راوی کہ حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْھَا نے فرمایا:

"وَاللّٰہِ لَوْلَا اَنْ تَکُوْنَ سُنَّۃً لَنَشَرْتُ شَعْرِیْ وَلَصَرَخْتُ اِلٰی رَبِّیْ۔"

''خدا کی قسم! اگر گناہ نہ ہوتا تو میں اپنے سر کے بال کھول کر زور زور سے چلا کر اپنے ربّ سے فریاد کرتی۔''

(''کافی کتاب الروضہ'' ص: ۲۳۸، سطر نمبر ۳، مطبوعہ ایران)

۱۹: شیعہ محقق علامہ علی اکبر غفاری تحریر کرتے ہیں:

"یَحْرُمُ اللَّطْمُ وَالْخَدْشُ وَجَزُّ الشَّعْرِ اِجْمَاعًا۔"

''مصیبت کے وقت چہرہ یا سینہ پیٹنا، زخم لگانا اور بال کاٹنا تمام اُمت کے اتفاق سے حرام ہے۔''

(فروع کافی ''ج: ۳، ص: ۲۲۳ کا حاشیہ (۲) سطر نمبر: ۲، مطبوعہ ایران)

۲۰: شیعہ مذہب کی معتبر و مقبولِ عام کتاب ''تحفۃ العوام'' کا مصنف رقمطراز ہے کہ:

''صاحب مصیبت کیلئے اپنا منہ پیٹنا، طمانچہ لگانا، اپنے آپکو زخمی کرنا اور بال نوچنا وغیرہ حرام ہے خواہ اعزّہ کے مرنے میں یا غیروں کے۔''

(''جدید تحفۃ العوام مصدقہ علماء شیعہ'' طبع پنجدہم جنوری ۱۹۶۹ء کتب خانہ حسینیہ اندرون موچی دروازہ لاہور)

۲۱: نازش اہل تشیع ملا باقر مجلسی فتویٰ دیتے ہیں کہ:

"جائز نیست خراشیدنِ روو کندن وبریدن مووا حوط آنست کہ طپانچہ بررووزانو وغیرآں نزند۔ وواجب است کفارہ قسم برزنیکہ موئے سررابکند درمصیبت یاروئے خود رابخراشد کہ خون برآیدوبرمردیکہ درمرگ فرزندِ خودیازن خود جامہ چاک کند۔"

"مصیبت کے وقت چہرہ زخمی کرنا اور بال نوچنا جائز نہیں، اور احتیاط یہی ہے کہ چہرے، گھٹنے اور بدن کے دیگر حصوں (مثلاً سینہ وغیرہ) پر طمانچے نہ ماریں اور جو عورت مصیبت میں سر کے بال اُکھاڑے یا اپنا چہرہ چھیلے کہ خون پھوٹ پڑے، نیز ایسا مرد جو اپنے فرزند یا بیوی کی موت پر کپڑے چاک کرے، اس پر قسم کا کفارہ واجب ہے۔" ملخصا

("زاد المعاد شیعہ" ۳۹۵ و ۳۹۶، سطر نمبر ۱۷ تا ۱۸؛ و نمبر: ۱ تا ۳، طبع قدیم ایران)

معلوم ہوا کہ:

شیعہ مذہب میں:

۱: ماتم (بالخصوص منہ و سینہ پیٹنا و نوحہ کرنا) سخت گناہ و حرام ہے۔

۲: ماتم کرنیوالا خدا اور رسول وائمہٴ اہلبیت کا سخت نافرمان اور اجماع اُمت کا مخالف ہے۔

۳: اس کا ثواب اور نیک اعمال سب برباد ہیں۔

۴: حلال سمجھ کر ماتم کرنیوالا سخت بددین، بے عمل بلکہ بدعمل بھی ہے۔

۵: ماتمی افعال کے ارتکاب پر کفارہ دینا واجب اور آئندہ اس گناہ سے توبہ و پرہیز لازم ہے۔

ماتم پیغمبر، امام یا شہید کا بھی جائز نہیں:

۲۲: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی وفات ہوئی تو حضرت علی مرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ نے عرض کیا:

"لَوْلَا اَنَّكَ اَمَرْتَ بِالصَّبْرِ وَنَهَيْتَ عَنِ الْجَزَعِ لَاَنْفَدْنَا عَلَيْكَ مَاءَ الشُّئُوْنِ۔"

"اگر آپ نے ہمیں صبر کا حکم نہ دیا ہوتا اور ماتم کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم آپ کا ماتم کر کے آنکھوں اور دماغ کا پانی خشک کر دیتے۔"

("شرح نہج البلاغۃ لابن میثم اشیعہ، ج:۴، ص:۴۰۹، سطر نمبر:۲۰ مطبوعہ قدیم ایران ۱۲۷۶ھ)

۲۳: شیعہ محدث علامہ کلینی اور ابن بابویہ قمی بسند معتبر امام محمد باقر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں کہ:

"اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ قَالَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ اِذَا اَنَا مُتُّ فَلَا تَخْمِشِيْ عَلَيَّ وَجْهًا وَّلَا تَنْشُرِيْ عَلَيَّ شَعْرًا وَّلَا تُنَادِيْ بِالْوَيْلِ وَلَا تُقِيْمِيْ عَلَيَّ نَائِحَةً۔"

"بے شک رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو وصیت فرمائی کہ جب میری وفات ہو جائے تو مجھ پر اپنا چہرہ نہ زخمی کرنا، نہ مجھ پر بال کھولنا، نہ ہائے ہلاکت ہائے ہلاکت کہہ کر پکارنا اور نہ ہی مجھ پر نوحہ کرانا۔"

("کافی" ج: ۵، صفحہ: ۵۲۷، سطر نمبر: ۲ مطبوعہ ایران، و "حیات القلوب" ج: ۲، صفحہ: ۲۸۷، سطر نمبر: ۲۶، مطبوعہ ایران، و "جلاء العیون" صفحہ: ۶۵، سطر نمبر: ۱۳، مطبوعہ ایران)

۲۴: شیعوں کے رئیس المحدثین شیخ صدوق رقمطراز ہیں:

"عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّہٗ اَوْصٰی عِنْدَمَا احْتُضِرَ فَقَالَ لَا یَلْطَمَنَّ اَحَدُکُمْ عَلَیَّ خَدًّا وَلَا یَشُقَّنَّ عَلَیَّ۔"

"امام جعفر صادق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی وفات کے وقت یہ وصیت فرمائی کہ ہرگز تم میں سے کوئی شخص میرے ماتم میں رُخسار پر طمانچے نہ مارے، اور ہرگز مجھ پہ گریبان چاک نہ کرے۔"

("دعائم الاسلام" صفحہ: ۱۳۰، ابتدائی سطور نسخہ قلمی)

کربلا میں امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وصیت:

۲۵: مشہور شیعہ مصنف احمد بن علی ابن ابی طالب طبرسی اور ملا باقر مجلسی وغیرہما امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے شب عاشورہ میدان کربلا میں اپنی ہمشیرہ زینب کو زوردار الفاظ میں وصیت فرمائی کہ:

"یَا اُخْتَاہُ اِنِّیْ اَقْسَمْتُ عَلَیْكِ فَاَبِرِّیْ قَسَمِیْ لَا تَشُقِّیْ عَلَیَّ جَیْبًا وَّلَا تَخْمِشِیْ عَلَیَّ وَجْهًا وَّلَا تَدْعِیْ عَلَیَّ بِالْوَیْلِ وَالثُّبُوْرِ اِذَا اَنَا هَلَکْتُ۔"

"اے بہن! میں تجھے قسم دیتا ہوں، تو میری قسم پوری کرنا کہ جب میری وفات ہو جائے تو مجھ پہ گریبان چاک نہ کرنا، نہ مجھ پہ چہرہ نوچنا اور نہ مجھ پر واویلا اور ہائے ہلاکت ہائے ہلاکت کے الفاظ پکارنا۔"

("اعلام الورٰی باعلام الہدیٰ برحاشیہ اخبار ماتم" ص: ۲۳۵، سطر نمبر: ۲۶ و "اخبار ماتم" ص: ۳۹۹، سطر نمبر ۱۹، و "جلاء العیون" ص: ۳۸۷، سطر نمبر: ۲۶)

اخبارِ ماتم کے شیعہ مترجم و شارح نے یہ وصیت بایں الفاظ نقل کی ہے کہ:

''اے بہن! تمہیں بھاری قسم دیتا ہوں جب میں دشتِ بلا میں شہادت پاؤں زنہار (ہرگز) گریبان پیراہن چاک نہ کرنا، رُخساروں پر طمانچے نہ مارنا، منہ کو نہ نوچنا بال سر کے نہ کھولنا، نعرۂ واویلا و نالۂ جاہلانہ سے نہ چلانا۔'' (''اخبار ماتم مترجم'' ص: ۲۰۰، سطر نمبر ۲)

ایک شبہ:

فرشتوں نے جناب ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت دی تو:

''اَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا۔''

''آپکی بیوی (سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) چلانے لگیں، پس اپنا منہ پیٹ لیا۔''

(''القرآن'': ۵۱:۲۹)

معلوم ہوا کہ ماتم کرنا حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت ہے۔

شبہ کا ازالہ:

کوئی شیعہ اس آیت سے حضرت سارہ کا ماتم کیلئے پیٹنا ہرگز ثابت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ قدیم ترین شیعہ مفسر علامہ قمی کیمطابق یہاں ''صکت'' پیٹنے کے معنی میں نہیں ہے۔

۲۶: وہ لکھتے ہیں:

''(وَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ) ای فِیْ جَمَاعَةٍ (فَصَكَّتْ وَجْهَهَا) اَیْ غَطَّتْهُ بِمَا بَشَّرَهَا جِبْرَائِیْلُ بِاِسْحٰق۔''

''سارہ عورتوں کی جماعت میں آئیں اور حیا سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا کیونکہ جبرائیل علیہ السلام نے انہیں اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تھی۔'' (''تفسیر القمی'' ج: ۲، ص: ۳۳۰، مطبوعہ ایران)

اگر اب بھی تسلی نہ ہوئی تو شیعہ صاحبان کو چاہیے کہ ماتم شہداء کی بجائے بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری سن کر ماتم کرنے کا معمول بنالیں تاکہ اپنے خیال کے مطابق سنت سارہ پر عمل پیرا ہوسکیں۔

مہندی، پنجہ، گھوڑا و تعزیہ:

کہا جاتا ہے کہ کربلا میں قاسم (بن حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) کی شادی ہوئی تو حضرت قاسم نے مہندی لگائی۔ مروّجہ رسمِ مہندی نکالنے کی اسی کی نقل ہے۔ حالانکہ یہ حقیقت مخفی نہیں کہ کربلا کا معرکۂ خونیں، شادی کا موقع ہرگز نہ ہو سکتا تھا۔ نیز مہندی پانی میں ملا کر لگائی جاتی ہے اور اہلبیت کیلئے تو پانی بند تھا۔ یونہی پنجہ و گھوڑا نکالنا اور مروّجہ تعزیہ بنانا یہ سب بدعاتِ باطلہ اور انصاب میں داخل ہیں۔ ائمہ اہلبیت سے ان چیزوں کی قطعاً کوئی سند نہیں ملتی۔ فی الحقیقت یزیدیوں نے تو صرف ایک دفعہ اہلبیت پر مظالم ڈھا کر کوفہ و دمشق کے بازاروں میں گھمایا تھا لیکن یہ لوگ ہر سال یزیدیوں کے کرتوتوں کی نقل بنا کے گلی کوچوں میں گھماتے پھرتے ہیں۔ پھر اس پر دعویٰ محبت بھی۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

کتب شیعہ سے ماتم و نوحہ دیکھنے اور سننے کی ممانعت:

۲۷: شیعہ حضرات کے شیخ صدوق نقل کرتے ہیں:

"نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ عَنِ الرَّنَّۃِ عِنْدَالْمُصِیْبَۃِ وَنَھٰی عَنِ النِّیَاحَۃِ وَالْاِسْتِمَاعِ اِلَیْھَا۔"

"رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بوقتِ مصیبت بلند آواز سے چلانے، نوحہ و ماتم کرنے اور سننے سے منع فرمایا۔"

("من لایحضرہ الفقیہ" ج: ۴، ص: ۳، سطر نمبر: ۳، مطبوعہ ایران)

ماتم کی ابتداء:

سب سے پہلے ابلیس نے ماتم کیا تھا۔

۲۸: علامہ شفیع بن صالح شیعی عالم لکھتے ہیں کہ:

"شیطان کو بہشت سے نکالا گیا تو اُس نے نوحہ (ماتم) کیا۔"

("مجمع المعارف" ص: ۱۴۲، سطر نمبر: ۱۷، مطبوعہ ایران)

۲۹: ''امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کا پہلا باقاعدہ ماتم کوفہ میں آپ کے قاتلوں نے کیا۔''

(''دیکھو جلاء العیون'' ص: ۴۲۴، سطر نمبر: ۱، و ص: ۴۲۶، سطر نمبر: ۱۹ تا ۲۱ مطبوعہ ایران)

۳۰: ''پھر دمشق میں یزید نے اپنے گھر کی عورتوں سے تین روز تک ماتم کرایا۔''

(''جلاء العیون'' ص: ۴۴۵، سطر نمبر: ۱۹ تا ۲۵، مطبوعہ ایران)

موجودہ طریق ماتم کا آغاز کب ہوا؟ اور کس نے کیا؟

بارہ اماموں کے عہد تک موجودہ طرز ماتم کا یہ انداز روئے زمین پر کہیں موجود نہ تھا۔ چوتھی صدی ہجری میں المطیع للہ عباسی حکمران کے ایک مشہور امیر معزّ الدولہ (جو آل بویہ سے تھا) نے یہ طریق ماتم وبدعات عاشورہ ایجاد کیں۔

علامہ سیوطی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ فرماتے ہیں:

''فِیۡ سَنَۃِ اثۡنَتَیۡنِ وَخَمۡسِیۡنَ (وَثَلٰثِمِائَۃٍ) یَوۡمَ عَاشُوۡرَآءَ اَلۡزَمَ مُعِزُّ الدَّوۡلَۃِ النَّاسَ بِغَلۡقِ الۡاَسۡوَاقِ وَمَنَعَ الطَّبَّاخِیۡنَ مِنَ الطَّبۡخِ وَنَصَبُوا الۡقِبَابَ فِی الۡاَسۡوَاقِ وَعَلَّقُوۡا عَلَیۡهَا الۡمُسُوۡحَ وَاَخۡرَجُوۡا نِسَآءً مُنۡشُوۡرَاتِ الشُّعُوۡرِ یَلۡطِمۡنَ بِالشَّوَارِعِ وَیُقِمۡنَ الۡمَاتَمَ عَلَی الۡحُسَیۡنِ وَهٰذَا اَوَّلُ یَوۡمٍ نِیۡحَ عَلَیۡهِ بِبَغۡدَادَ۔''

''۳۵۲ھ میں عاشوراء کے روز معز الدولہ نے بازار بند کرادیے، باورچیوں کو کھانا پکانے سے منع کردیا اور بازاروں میں کلسدار لکڑیاں نصب کراکے اُن پرٹاٹ ڈلوادیے عورتوں کو اس طرح باہر نکلنے کا حکم دیا کہ بال کھولے ہوئے منہ پر طمانچے مارتی ہوئیں سڑکوں پہ امام حسین کا ماتم کریں۔ بغداد میں یہ پہلا دن تھا جس میں حسین (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ) کا ماتم کیا گیا۔''

(''تاریخ الخلفاء'' ص: ۳۷۸، مطبوعہ مجتبائی دہلی)

مشہور مستشرق HITTI اس دور کے متعلق لکھتے ہیں:

Shia festivals were now established particularly the public morning on the anniversary of Al Hussain,s death (10th of Moharram) (ص:۴۷،مطبوعہ لندن،۱۹۵۳ء)

(History of the Arabs)

''شیعہ میلے پہلے اس دور میں قائم ہوئے خاص طور پر حضرت امام حسین کا پبلک مقامات پر ماتم جو دسویں محرم کو ہوتا ہے اسی دور کی ایجاد ہے۔''

جسٹس امیر علی بھی رقم طراز ہیں:

Muiz ud dawla although a pattern of arts and literature, was crud by nature. He was a shiah, and it was he who established the 10th day of the Moharam as a day morning in commemorationg of the massacre of Karbla. (SHORT HISTORY ص: ۳۰۳)

''معزالدولہ اگرچہ علم وادب کا مربی تھا مگر اسکی فطرت بہت ظالم تھی۔ وہ شیعہ تھا اور یہی وہ شخص ہے جس نے دسویں محرم کو شہادت کربلا کی یاد میں ماتم کا یہ طریقہ قائم کیا۔'' ("عقبات" ص: ۲۰۱)

ڈاکٹر براؤن نے "تاریخ ادبیات ایران، ج: ۲، ص: ۵۰،۵۱" میں بھی یہی مضمون لکھا ہے۔



هوالعلی القادر

عظیم دینی درسگاہ "الجامعۃ الاشرفیۃ" علی مسجد گجرات کے

تمام شعبہ جات میں

داخلہ جاری ہے

زیراھتمام حضور خواجہ بیر مفتی **محمد اشرف القادری** محدث نیک آبادی

سجادہ نشین مرکزی خانقاہِ قادریہ، عالمیہ نیک آباد

Cell:0321.6209101/0344.7745377/0300.6203388

خانقاہ قادریہ، عالمیہ

مرکزی **الجامعۃ الاشرفیۃ** علی مسجد مرکزی گجرات میں

ماہانہ

ختم گیارھویں شریف

ہر چاند کی دوسری اتوار 10:30 تا 12:30 ہوگا۔